© rasailojaraid.com

توفیق اور اپنے دین پر اعتماد و عمل نصیب فرمائیے۔

(فائزہ عبدالرشید ٹورنٹو کینیڈا)

دین میں شعبے رفیق ہیں فریق نہیں

دین کے سب شعبے ایک دوسرے کے رفیق ہیں، فریق نہیں، لیکن بعض لوگ کم فہمی کی وجہ سے ایک شعبہ میں کام کرنے والے دیگر حضرات کو غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ بعض دینی علم حضرات سے علماء اہل سیاست کے بارے میں غیر مناسب الفاظ سنتے میں آئے، اسی طرح بعض تبلیغ والے اہل جہاد کے متعلق صحیح رائے نہیں رکھتے، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ان سب کا مقام واضح فرمایا ہے، جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱) (ص ۵۲) جہاد اشاعت اسلام کے لیے مقرر نہیں ہوا بلکہ حکومت اسلام قائم کرنے کے لیے مشروع ہوا۔ (اس کی مدلل تقریر باب دوم نمبر ۲۲ میں ہے) (ص ۵۰۵)

(۲) (ص ۵۰۵) فرمایا کہ اسلام محض اپنی حقانیت سے پھیلا ہے خصوصاً عرب کی قوم جو جنگ جوئی میں شہرۂ آفاق ہیں وہ کبھی اور کسی طرح تلوار کے خوف سے اسلام کو قبول نہ کر سکتی تھی۔ ان کے نزدیک لڑنا مرنا معمولی بات تھی مگر دب کر دین بدلنا سخت عیب تھا۔ وہ ہرگز تلوار کے خوف سے اسلام نہیں لا سکتے تھے۔ اس پر شاید یہ سوال ہو کہ پھر جہاد کس لیے مشروع ہوا تو خوب سمجھ لو کہ جہاد حفاظت اسلام کے لیے مشروع ہوا ہے نہ اشاعت اسلام کے لیے اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے اور ان دونوں کا فرق نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگ غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ جہاد کی مثال اپریشن جیسی ہے۔ کیونکہ مادے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک متعدی، ایک غیر متعدی۔ جو مادہ غیر متعدی ہوتا ہے اس کو تو مسہلات اور مرہم کے ذریعہ سے دبا دیا جاتا ہے کوئی مرہم لگا دیا۔ مالش کر دی۔ جس سے وہ دب گیا اور متعدی مادہ کے لیے اپریشن کیا جاتا ہے اور اس کو چیر کر نکال کر پھینکا جاتا ہے۔ اسی طرح دشمنان اسلام دو طرح کے ہیں بعض تو وہ جن سے صلح کر لینی مناسب ہوتی ہے وہ صلح کر کے مسلمانوں کو ستانا چھوڑ دیتے ہیں۔ ان سے صلح اور مصالحت کر لی جاتی ہے۔ بعض ایسے مفسد اور موذی ہوتے ہیں کہ صلح پر آمادہ نہیں ہوتے یہ مادہ متعدیہ ہے ان کے واسطے اپریشن کی ضرورت ہے اسی کا نام جہاد ہے۔ پس جہاد سے لوگوں کو مسلمان بنانا مقصود نہیں بلکہ مسلمانوں کی حفاظت مقصود ہے۔

(۳) (ص ۳۴۴) فرمایا کہ (۱) تقاتلت عورت اور اپاہج اور شیخ فانی اور اندھے کا قتل باوجود ان سے بقاء علی الکفر کے جائز نہیں اگر سیف کا واسطہ علی الاسلام کے لیے ہوتا تو ان کو کفر پر کیسے چھوڑا جاتا۔

(۲) جزیہ مشروع کیا گیا اگر سیف جبر کے لیے ہوتی تو یہ جزیہ کیسے مشروع ہوتا۔

(۳) پھر جزیہ بھی سب کفار پر نہیں چنانچہ عورت پر نہیں اپاہج اور نابینا پر نہیں رہبان پر نہیں اس سے

© rasailojaraid.com

معلوم ہوا کہ مثل سیف کے جزیہ بھی جزاء کفر نہیں ورنہ سب کفار کو عام ہوتا جب جزیہ کہ سیف سے اخف ہے جزائے کفر نہیں تو سیف جو کہ اشد ہے کیسے جزائے کفر ہوگی [illegible]

(۴) اگر کسی وقت مسلمانوں کی مصلحت ہو تو کفار سے صلح بلا شرط مال بھی جائز ہے۔

(۵) اگر حالات وقتیہ متقاضی ہوں تو خود مال دے کر بھی صلح جائز ہے ان اخیر کی دو دفعات سے معلوم ہوا کہ جس طرح جزائے کفر نہیں جیسا دفعہ نمبر ۳ سے معلوم ہوا اسی طرح وہ مقصود بالذات بھی نہیں ورنہ صلح بلا مال بلکہ بالمال جائز نہ ہوتی غرض سیف یا جزیہ نہ جزائے کفر ہیں نہ مقصود بالذات۔

جب بتصریح حکمائے امت (کتاب الہدایہ وغیرہ) سیف کی غرض اعزاز دین و دفع فساد ہے اور جزیہ کی غرض یہ ہے کہ جیسے ہم ہر طرح ان کی حفاظت کرتے ہیں اور اس حفاظت میں اپنی جان و مال صرف کرتے ہیں تو اس کا صلہ یہ تھا کہ وہ بھی حاجت کے وقت ہماری نصرت بالنفس بھی کرتے مگر ہم نے قانوناً اس سے بھی سبکدوش کر دیا اس لیے کہ ان کو [illegible] کرنا چاہیے تاکہ نصرت بالمال اس نصرت بالنفس کا [illegible] بدل ہو جاتا ہے [illegible] وجہ یہ ہے کہ جب اہل اسلام دین سے باختیار [illegible] فساد کا نہیں رہتا [illegible] ایک صورت قبول جزیہ ہے ایک صورت صلح ہے ایسا ہی وجہ ہے کہ جو لوگ نصرت بالنفس [illegible] نہیں ان سے نصرت بالمال بھی معاف کر دی گئی رہا مرتد کا قتل اسلام کی طرف [illegible] کفر کی حالت [illegible] قبول بالاسلام نہیں ہے۔ بلکہ اکراہ [illegible] الاسلام [illegible] دفع فساد ہے جو اصل مسئلہ سیف کی بناء ہے [illegible] کفر قبل الاسلام [illegible] جزیہ یا صلح بس نہ جائز رکھا گیا [illegible] مخالف و محارب ہوتا ہے اور دوسروں کو [illegible] نہیں ہوتی صرف [illegible] بہر حال قانون اسلام [illegible] مانع ہونا ظاہر ہو گیا جو کہ حقیقت [illegible] کی غلط فہمی [illegible]

[illegible]